Vol. 7 No.3 2024
ISSN Online: 2709-7625
ISSN Print: 2709-7615

اردو ادب اور فلسطین ماہ نامہ "سیّارہ" لاہور کے تناظر میں

URDU LITERATURE AND PALESTINE IN THE CONTEXT OF MONTHLY"SAYYARH" LAHORE

عبدالقدوس حسن راشد

لیکچرر گورنمنٹ کالج یونی ورسٹی حیدر آباد

ڈاکٹر شفیق احمد شاہانی

اسسٹنٹ پروفیسر گورنمنٹ کالج یونی ورسٹی حیدر آباد

رخسانہ جعفر

لیکچرر گورنمنٹ کالج یونی ورسٹی حیدر آباد

Abdul Qudoos Hassan Rashid

Lecturer GC University Hyderabad

Dr. Shafique Ahmed Shahani

Assistant Professor GC University Hyderabad

Rukhsana Jafar

Lecturer GC University Hyderabad

تلخیص

بیت المقدس (یروشلم)، سرزمینِ انبیاء، سفر معراج، قبلۂ اول، مسجدِ اقصیٰ کے حوالے سے فلسطین کا تصور ابھرتا ہے۔ فلسطین اردو ادب کا ایک اہم اور قدیم ترین موضوع ہے اردو کی ابتدا کے ساتھ ہی اس موضوع پر لکھنے کی روایت پڑتی ہے۔ اسرائیل جیسی ناجائز ریاست کے قیام کے بعد سے ادبا و شعرا نے اپنی تخلیقات کا موضوع بنایا ہے۔ نعیم صدیقی کی زیرادارت لاہور سے اگست ۱۹۶۲ء کو ماہ نامہ "سیّارہ" کا اجرا ہوا۔ "سیّارہ" نے اس موضوع پر خصوصیت کے ساتھ لکھا ہے اور شعراا و ادبا کی نظم و نثر میں نگارشات کو اپنے ہاں اہتمام کے ساتھ شائع کیا ہے۔ اس رسالے نے اس موضوع پر مختلف اصنافِ ادب کو اِس طرح برتا ہے کہ "سیّارہ" کی اِس سمت میں مثال کو پورے اردو ادب پر منطبق کیا جا سکتا ہے۔

Abstract

Palestine is full of to Jerusalem, the land of the prophets, the Ascension, the first Qibla, the Al-Aqsa Masjid. Palestine is one of the most important and ancient subjects of Urdu literature. Since then, poets and writers have made it the subject of thier creations. Under the auspices of Naeem Siddiqui, the monthly "SAYYARH" was launched from Lahore on August 1962. This is how the example of "SAYYARH" in this direction can be .applied to the whole of Urdu literature

KEYWORDS:Palestine ,Jerusalem, prophets, first Qibla, the Al-Aqsa Masjid. Urdu .literature. monthly "SAYYARH" August 1962

Vol. 7 No.3 2024
ISSN Online: 2709-7625
ISSN Print: 2709-7615

اردو ادب اور فلسطین

اردو زبان ایک ایسی بین الاقوامی زبان ہے جس میں روز بروز مختلف موضوعات کا اضافہ ہورہا ہے، اقوامِ عالم میں جاری شاید ہی کوئی زبان ایسی ہوگی کہ اس کی صنف کا تجربہ اہلِ اردو نے نہ کیا ہو، بعض اصنافِ ادب اس طرح اردو زبان وادب کا جزو لاینفک بن گئی ہیں کہ جیسے یہیں اِن اصناف نے جنم لیا ہو، تجربات کا یہ سلسلہ ہنوز جاری ہے، ان تجرباب کے نتیجے میں مختلف متنوع موضوعات نے دامنِ اردو کو وسیع تر کیا ہے، دنیا کا شاید ہی کوئی موضوع ایسا ہوگا جس نے سرزمینِ اردو میں قدم نہ رکھا ہو۔ اگر اردو زبان وادب کے امتیازی نقوش بہ لحاظِ موضوع بیان کیے جائیں تو اس کے لیے دفتر درکار ہوگا۔ انھی موضوعات میں ''فلسطین'' ایک نمایاں موضوع ہے یہ موضوع اسی قدر قدیم ہے جس قدر اردو ادب ہے۔ فلسطین کا نام آتے ہی ذہن میں سرزمینِ انبیاء، قبلۂ اول بیت المقدس، بنی اسرائیل، واقعہ معراج، مسجدِ اقصیٰ، مظلوم و محکوم فلسطینی، ظالم یہودی وشدت پسند صہیونی ا، عالمِ اسلام کی بے بسی ولاتعلقی، اقوامِ متحدہ واقوامِ مغرب کی سازشیں و مجرمانہ خاموشی چشمِ تصور میں نظر آنے لگتی ہیں۔ متذکرہ بالا اسماء وتراکیب ترجمۂ قرآن، تفسیر قرآن، ترجمۂ احادیث، قصص الانبیاء، اسرائیلیات، واقعۂ معراج، فتحِ بیت المقدس بہ عہدِ خلافتِ عمر فاروقؓ، فتح بیت المقدس بہ ذریعہ سلطان صلاح الدین ایوبی، سقوطِ فلسطین، قیامِ اسرائیل، عرب اسرائیل جنگیں، سانحۂ مسجدِ اقصیٰ کی صورت میں موجود ہیں۔ اردو زبان وادب میں شعراء وادبا نے اِس موضوع کو اتنا برتا ہے کہ اب یہ اردو زبان وادب کا ایک مستقل موضوع بن گیا ہے۔

''فلسطین'' اور ماہ نامہ ''سیّارہ'' لاہور

اردو ادب کی تاریخ میں ''سیّارہ'' کے نام سے اب تک چار رسالوں کا اجرا ہو چکا ہے۔ ۲ اگست ۱۹۶۲ء میں نعیم صدیقی۳ کی زیرِادارت لاہور سے ماہ نامہ ''سیّارہ'' جاری ہوا۔ فروری ۱۹۶۳ء میں لاہور ہی سے ماہ نامہ ''سیّارہ ڈائجسٹ'' جاری کیا گیا یہ ڈائجسٹ ماہ نامہ ''سیّارہ'' لاہور ہی کے بطن سے جاری ہوا تھا اس کے بانی اور پہلے مدیر بھی نعیم صدیقی تھے انھوں نے اسے تجارتی مقصد کے تحت جاری کیا تھا اس کا مزاج ماہ نامہ ''سیّارہ'' کی طرح خالص ادبی تو نہ تھا لیکن اس کے موضوعات میں کلاسیکی ادب، افسانے، طنز و مزاح، سیاحت اور تاریخِ اسلام شامل ہیں۔ ڈائجسٹ نے عوام کے مزاج پر خوشگوار اثر ڈالا اس کی عوامی مقبولیت نے اسے ملک کے وسیع طبقے میں شرفِ قبولیت بخشا۔ ''سیّارہ ڈائجسٹ'' نے ۱۹۶۹ء میں قرآن نمبر اور ۱۹۷۳ء میں رسول ﷺ نمبر شایع کیا۔ ان خصوصی اشاعتوں میں مولانا سید ابوالاعلیٰ مودودی، عبدالماجد دریابادی، افتخار احمد صدیقی، مولوی عبدالحق، ڈاکٹر محمد یوسف، ڈاکٹر غلام مصطفی خاں، عبدالحمید صدیقی، محمود فاروقی، مفتی محمد شفیع، امین احسن اصلاحی، نعیم صدیقی، ماہر القادری اور دیگر شخصیات شامل ہیں۔ جب کہ عابد علی عابد، ناصر کاظمی، عبدالعزیز فطرت، سراج نظامی، عبدالحمید عدم، شفیق الرحمن، وزیر آغا، فرخندہ لودھی، مسعود مفتی، اظہر جاوید، ارشد میر اور آثم میرزا کی تخلیقات کا ذخیرہ بھی ڈائجسٹ کے توسط سے قارئین کے سامنے نمایاں ہوا۔ شاعری افسانہ، سفر نامہ، بیاد نگاری، تبصرۂ کتب اور تراجم کے اعلیٰ نمونے پیش کیے ہیں۔ ڈائجسٹ نے قارئین کو بامقصد ادب فراہم کرنے کی کوشش کی ہے۔ اس پر فکری لحاظ سے وہی چھاپ موجود ہے جو تحریکِ ادبِ اسلامی نے ماہ نامہ رسالہ ''سیّارہ'' لاہور پر ثبت کی۔ مقاصد کے لحاظ سے ماہ نامہ رسالہ ''سیّارہ'' لاہور اور ماہ نامہ ''سیّارہ ڈائجسٹ'' لاہور تقریباً یکساں ہیں دونوں میں بنیادی فرق یہ ہے: رسالہ ''سیّارہ'' لاہور ادبی پرچہ ہے اس کے قارئین اور مخاطب ادب کے وابستگان ہیں جب کہ ''سیّارہ ڈائجسٹ'' خالص ادبی پرچہ نہیں رہا البتہ اس نے ادبی مواد کو بھی جگہ ضروری دی گئی ہے لیکن اس کے مخاطب عام قارئین ہیں۔ ادب سے وابستہ اور غیر وابستہ قارئین میں تمیز روا نہیں رکھی گئی ہے عام قارئین کی دلچسپی کے حامل مواد کو ڈائجسٹ میں اہمیت دی گئی ہے۔

''سیّارہ'' کا پہلا دور اگست ۱۹۶۲ء سے جنوری ۱۹۷۲ء پر محیط ہے۔ اس دوران ''سیّارہ'' ماہ نامہ بنیاد پر متواتر شایع ہوتا رہا ہے اس دور میں کل ۱۱۴ شماروں کا اجراء کیا گیا۔ سیارہ کا دفتر آغاز میں: ۶۔ بی ذیلدار پارک۔ اچھرہ، لاہور میں تھا۔ اسی دفتر میں ''سیّارہ'' کا مکتبہ بھی موجود تھا۔ ''سیّارہ'' ایک نظریاتی ادبی پرچہ ہے۔ اس کا اجراء بہ طور ماہ نامہ ہوا تھا پہلے دور میں اس کی اِشاعت ماہانہ ہوتی رہی۔ اس کا آغاز اسلامی ادب کے فروغ کے لیے کیا گیا تھا۔۴

فروری ۱۹۷۲ء تا مئی ۱۹۷۶ء کا درمیانی عرصہ اس کی اِشاعت کا ایک طویل وقفہ رہا ہے۔ رسالہ ''سیّارہ'' کے دوسرے دور (دورِ نو) کا آغاز جون ۱۹۷۶ء میں لاہور ہی سے ہوتا ہے۔ دورِ نو کا پہلا شمارہ جون ۱۹۷۶ء میں جاری کیا گیا۔ اب تک اس کی تریسٹھ (۶۳) اشاعتِ خصوصی منظرِ عام پر آچکی ہیں۔ چند خصوصی نمبر میں اقبال پر تین نمبر، جنگ ستمبر ۶۵ء نمبر، سفر حجاز نمبر، عبدالعزیز خالد نمبر ۵، کشمیر و یروشلم نمبر، افغانستان نمبر اور سید مودودی نمبر شامل ہیں۔ ان نمبروں کے علاوہ خصوصی طور پر

Vol. 7 No.3 2024
ISSN Online: 2709-7625
ISSN Print: 2709-7615

رسالے میں گوشے شائع کیے گئے ہیں جو خصوصی نمبر کی سی حیثیت رکھتے ہیں۔ان گوشوں میں اقبال، مولانا سید ابولا علیٰ مودودی، نعیم صدیقی، پروفیسر فروغ احمد، م۔نسیم ،صبا اکبر آبادی اور ڈاکٹر خالد علوی وغیرہ ہم شامل ہیں۔

فلسطین کے موضوع پر ماہ نامہ "سیّارہ" لاہور کے اہلِ قلم نے بہت کچھ نظم ونثر میں بہت کچھ لکھاہے،اس موضوع پر "سیّارہ" کی نگارشاتِ نظم ونثر اردو رسائل و جرائد کی عکاسی کرتی نظرآتی ہیں ان نگارشات کو اِس سمت میں چند مثالیں سمجھنا چاہیے۔ماہ نامہ "سیّارہ" لاہور نے اِس موضوع کو اداریے، شاعری (فردیات، نظم، آزاد نظم)،افسانوی ادب، مضامین ومقالات، مکاتیب، تراجم، سوانح وآپ بیتی، مطالعہ وتبصرہ وغیرہ ہم میں جگہ دی ہے۔

اداریہ

"ہمارا دوسرا مسئلہ فلسطین کا مسئلہ ہے جسے زبردستی یہودیوں کا وطن بنا کر کئی لاکھ عربوں کو ان کے گھروں سے اور جائیدادوں سے محروم کرکے باہر نکال دیا گیا ہے،اور مزید مصیبت یہ کہ پورے اداریے رسائل و جرائد کا بین الاقوامی مسائل خصوصاً جن کا تعلق عالمِ اسلام سے ہے لاتعلق نہیں ہیں،ایسے مسائل کو اپنے ہاں ناصرف جگہ دی ہے بلکہ اداریوں کا موضوع بھی بنایا ہے۔

ماہ نامہ "سیّارہ" نے اپنے اداریے میں "مشورے" کے عنوان سے تجویز پیش کی ہے کہ فلسطین صرف عربوں کا مسئلہ نہیں ہے اقوامِ عالم کا مسئلہ ہے بہ حیثیت مسلمان ہر شخص اسے اپنا مسئلہ سمجھتا ہے عرب ممالک اور عالم اسلام متحد و متفق ہوکر اس مسئلے کے لیے سنجیدگی اختیار کریں،سیاسی اور علاقائی مفادات کے فراموش کرکے اس طرح آگے بڑھیں کہ اسرائیل جیسی ناجائز ریاست کو منھ توڑ جواب دیا جاسکے مگر افسوس کہ ہم محض نشستند، گفتند اور برخاستند تک محدود ہیں جب کہ دوسری جانب صورت حال یہ ہے:

"ابھی اسرائیلی کابینہ کی جو کانفرنس ہوچکی ہے،دیکھ لیجیے کہ کس خاموشی سے ہوئی ہے کہ دنیا کو پوری طرح یہ بھی معلوم نہیں کہ اس کے اندر کیا کیا کچھ کارروائی ہوئی۔"٦ ۔

ہمیں اختلافات کو پس پشت ڈال کر کارِ عظیم کے لیے متفقہ لائحہ عمل جلد از جلد طے کرنا ہوگا۔

"ہم مسلمان آج ایک عظیم چیلنج سے دوچار ہیں۔ہمارے چاروں جارحیت پسند طاقتیں محاذ آرا ہوگئی ہیں اور مسلمانوں کے ہر خطے کو کسی نہ کسی ایسے نزاعی مسئلے کا سامنا ہے،جو ہمارے وجودِ ملی کے لیے رِستا ہوا ناسور بن کر رہ گیا ہے۔ہر مسلم ملک کے سینے میں ظلم وجارحیت کا کوئی نہ کوئی خنجر گڑا ہوا ہے اور مسلم دشمن جارحیت پسند طاقتیں یکے بعد دیگرے ہمارے زخموں کو تازہ کرنے کے لیے ایک نہ ایک وار کرتی رہتی ہیں۔۔۔اور اب ٦٧ء میں پورا عربستان اسرائیل کی جارحیت کا ہدف بن کر زخموں سے چور چور ہے۔۔۔"٧ ۔

سکوت خلوتی "عالمِ اسلام اور یہودیت" کے عنوان سے لکھتے ہیں کہ فلسطین ایک علاقے کا مسئلہ نہیں ہے ایک بین الاقوامی مسئلہ ہے جس کی گونج مشرقِ وسطیٰ سے مشرقِ بعید، مغرب، انتہائے مغرب، وسطی ایشیا اور افریقہ کے جنوب تک ہے۔یہودیت جس کی انتہاپسند شکل صیہونیت ہے ایک عالم گیر سازشی منصوبہ ہے جس نے پوری دنیا کو ایک سخت ترین آزمائش میں مبتلا کر رکھا ہے۔صیہونی تحریک پر اردو کے رسائل و جرائد میں بہت کچھ لکھا گیا ہے اور لکھا جارہا ہے،ہمارے ہاں صیہونی اور دیگر تحریکوں سے متعلق تحقیقی مراکز ہونا چاہییں جہاں اس پر تحقیق ہوسکے تاکہ ہمارے رہنما بڑی طاقتوں کے تناظر میں قومی پالیسیوں کا مفہوم طے کرسکیں۔٨ ۔

"عرب ممالک کی سلامتی کے لیے ایک خطرۂ عظیم پیدا ہوگیا ہے۔اسرائیلی ریاست تو گویا ایک خنجر ہے جو مشرقِ وسطیٰ کے سینے میں پیوست کردیا گیا ہے۔"٩ ۔

حصۂ نظم میں موضوعِ فلسطین پر گراں قدر ادب تخلیق کیا گیا ہے بہ طور مثال شعرا کی نگارشات پیش نظر ہیں۔

عبدالعزیز خالد (١٩٢٧-٢٠١٠ء) نظم "اے دیارِ پاک" میں کہتے ہیں:

یہ عمر فاروقِ اعظمؓ کی سپاہ — سرخوش وزندہ دل وروشن جبیں
یہ صلاح الدین ایوبی کا جیش — لرزیں جس کے خوف سے اعدائے دیں ١٠ ۔

نذیر اشک (١٩٣٣-٢٠٠١ء) "اقوام متحدہ" کے عنوان سے اقوام متحدہ کی مذمت کررہے ہیں:

Vol. 7 No.3 2024
ISSN Online: 2709-7625
ISSN Print: 2709-7615

نام انصاف کا ہے لوحِ جبیں پر روشن — بعد انصاف کے گردن پہ ہے آرا اس کا
وہ فلسطین ہو، کشمیر ہو یا قبرص ہو — ہے صدا خونِ مسلماں پہ گزارا اس کا ۱۱ ۔

شبنم سبحانی (۱۹۳۷ء۔۲۰۱۳) ''عرب اٹھیں نہ اٹھیں عالمِ اسلام اٹھے گا۔ سلطان صلاح الدین ایوبی کے نام'' کے عنوان سے سرزمینِ فلسطین کا نوحہ پڑھ رہے ہیں:

مناظر گنبد اقصیٰ کے جب تک ہیں نگاہوں میں — نہ دل سے یاد تری اے صلاح الدین جائے گی
تری مشعل کو روشن رکھ نہ پائے عہد ظلمت میں — یہ ناکامی ہماری مدتوں ہم کو رلائے گی
وہ مشعل جہد پیہم کی، تہور کی، شجاعت کی — جو تیرے خونِ دل سے روئے گیتی پر فروزاں تھی
وہ مشعل جو پیامِ موت تھی ظلمت پسندوں کی — وہ مشعل روشنی سے جس کی تاریکی ہراساں تھی ۱۲ ۔

خورشید رضوی نظم ''عالمِ اسلام'' میں انسانی حقوق کے نام نہاد علم بردار ممالک کی منافقت کو عیاں کرتے ہیں:

ہے یہی خوف کہ پھر سے مہ کامل نہ بنے — یہ تہی کاسہ، یہ دریوزہ گرِ لمحۂ حال
ہو تقاضائے سیاست تو مقدس ہے کویت — ورنہ کچھ بھی نہیں کشمیر و فلسطین کا حال ۱۳ ۔

علی اکبر عباس نظم ''الحذر اے ملتِ اسلامیہ'' میں بیان کرتے ہیں کہ ہر جگہ مسلمان مظلوم ہیں مسلمانوں کا قتل عام ہو رہا ہے:

دیارِ ہند ہو، کشمیر ہو کہ بوسنیا — اک آگ ملتِ اسلام پر برستی ہے
عراق ہو کہ فلسطین وہی کہانی ہے — بیاں بدلنے سے حالت کہاں بدلتی ہے ۱۴ ۔

خالد شفیق ''آگ کے شعلوں میں لپٹے ہوئے سرو سمن'' میں اقوام عالم کی لاتعلقی کی درست منظر کشی کر رہے ہیں:

کہ رہی ہیں وقت کے چہرے پہ پھیلی زردیاں — مٹ گئے دنیا سے غیرت اور حمیت کے نشاں کی
اب کوئی سنتا نہیں ظلم و ستم کی داستاں — اب
کوئی بنتا نہیں انسانیت کا ترجماں ۱۵ ۔

صبا اکبر آبادی نظم ''مولانا محمد علی جوہر'' میں برصغیر بالخصوص تحریکِ خلافتِ عثمانیہ کے قائد مولانا محمد علی جوہر کی حریتِ فکر کو سراہتے ہوئے انھیں خراجِ عقیدت پیش کر رہے ہیں:

جو دیکھا کہ اب جاں نہیں ہے جاں میں — تو قائد کو لایا وہ میدان میں
اضافہ کیا عشق کی شان میں — ہوا دفن خود، دارِ ایمان میں
اسے کیسے بھولیں گے اہلِ جہاں — محمد علی جوہرِ خوش بیاں ۱۶ ۔

''اے ارضِ فلسطین کے جانباز مسلماں!'' نظم میں پروفیسر حفیظ بنارسی فلسطینی عوام کے جذبۂ حریت کی ستائش کرتے ہوئے کہتے ہیں:

اے مردِ جری دولتِ ایماں کے نگہباں — اے ارضِ فلسطین کے جانباز مسلماں!
ہاتھوں میں اٹھائے ہوئے ایقان کی تلوار — تو دشمنِ اسلام سے ہے برسرِ پیکار ۱۷ ۔

’’بوسنیا، کشمیر، فلسطین‘‘میں نعیم صدیقی (۲۰۰۲ء۔۱۹۱۶ء) میں بوسنیا، کشمیر اور فلسطین کی اس طرح دلخراش منظر کشی کرتے ہیں کہ آنکھیں ڈبڈباجاتی ہیں:

جل گئے صحت کے سب مرکز، اُجڑے مکتب، ویراں گلشن — گھر، بازار نہیں کچھ باقی! عالی شان مساجد ٹوٹیں
بوسنیا، کشمیر، فلسطین
راکھ ہوئیں وہ صدہا آنکھیں، جن کی نظریں چاند کی کرنیں — قوموں، نسلوں کا مٹ جانا، حادثے ہیں یہ کتنے سنگین
بوسنیا، کشمیر، فلسطین۱۸؎

قمر سنبھلی (۲۰۲۱۔۱۹۴۲ء) نظم ’’ارضِ فلسطین‘‘ میں بیت المقدس (فلسطین) کی عظمت بیان کرتے ہیں:

قرآن کی آیات میں ہو جس کی فضیلت — جس ’’ارضِ مقدس‘‘ پہ ہو نبیوں کی جماعت
فرمائیں شہنشاہِ رُسل جس کی امامت — ہم گھٹنے نہ دیں گے قمرآس کی کبھی عظمت
ماتھے پہ ہمارے یہی تحریر رقم ہے — اے ارضِ فلسطین تری عظمت کی قسم

یہ نظم یومِ فلسطین کے موقع پر نئی دہلی میں عرب لیگ کی طرف سے منعقدہ ایک جلسے میں پڑھی گئی۱۹؎

’’شمعِ فلسطین‘‘ میں ڈاکٹر افتخار بیگم صدیقی باطل کے جلد مٹ جانے کا مژدہ سنا رہی ہیں:

موت آآ کے مٹا جاتی ہے ہر نقشِ حیات — زندگی پھر بھی نئی شان سے لیتی ہے جنم
رات آتی ہے لیے ہاتھ میں تیغِ ظلمت — قتل کرنے کو مٹانے کو اجالوں کو مگر
نئی امیدوں کی شمعوں کی ضیا ساتھ لیے — چیر کر سینۂ شب نور نظر آتا ہے۲۰؎

نعیم صدیقی نظم ’’پھر آفتابِ مقدر چمک تو سکتا ہے‘‘ میں کہتے ہیں کہ ہر مظلوم کی دادرسی ہو سکتی ہے ظالم کے ظلم کو روکا جا سکتا ہے اور قیدی زندانوں سے آزاد ہو سکتے ہیں:

ہزار جانیں فدا کی ہیں ملکوں ملکوں میں — پھر آفتابِ مقدر چمک تو سکتا ہے
یروشلم ہو کہ کشمیر ہو کہ بوسنیا! — نبی کا عشق بہ ہر جا دہک تو سکتا ہے۲۱؎

پروفیسر اختر اقبال کمالی (وفات: ۱۹۹۹ء) نظم ’’قبلۂ اول کو سلام‘‘ کے عنوان سے عرب اسرائیل جنگ (۶۷ء) میں ’’سقوطِ بیت المقدس‘‘ کا نوحہ پڑھتے ہوئے کہ رہے ہیں:

یہ سانحہ تو زمانے کی آنکھ نے دیکھا — جو میری قبلہ گہ اولیں پہ گزرا ہے
مگر یہ کس کو خبر ہے کہ آج کیا عالم — دل شکستہ و قلبِ حزیں پہ گزرا ہے۲۲؎

ماہر القادری (۱۹۷۸۔۱۹۰۷ء) نظم ’’شہیدِ اکبر‘‘ میں قبلۂ اول کی حالتِ زار بیان کرتے ہوئے کہتے ہیں:

یہ قبلۂ اول پہ عجب وقت پڑا ہے — تکبیر کے نغمے، نہ مؤذن کی صدا ہے
تجوید، نہ تسبیح، نہ منبر پہ وہ خطبے — خاموش در و بام ہیں سنسان فضا ہے۲۳؎

رئیس امروہوی (۱۹۸۸۔۱۹۱۴ء) ’’قبلۂ اول‘‘ میں رقتِ قلب سے مسجدِ اقصیٰ کا مرثیہ پڑھتے ہیں:

مسجدِ اقصیٰ کے صحن پاک میں — قوتِ باطل کے جھنڈے گڑ گئے

Vol. 7 No.3 2024
JAHAN E TAHQEEQ جہانِ تحقیق
ISSN Online: 2709-7625
ISSN Print: 2709-7615

قبلۂ اول پہ قابض ہیں یہود سجدۂ اول کے لالے پڑ گئے ۲۴؎

متین فطرت ،،فلسطین ،،میں عالمِ اسلام کو اہلِ فلسطین پر ہونے مظالم کے خلاف جہاد کی ترغیب دیتے ہوئے کہتے ہیں:

رہینِ کشمکشِ جور ہیں فلسطین حصارِ ظلم کی کب تک رہے گی سنگینی
رگِ حیات پہ نشتر زنی سی ہے پیہم وبالِ جاں بخدا بن گئی نفس چینی
یہ سرزمینِ رُسل آج محشرستاں ہے دیارِ قدس میں عنقا ہے امن آئینی
فساد و ظلم کے عفریت دندناتے ہیں قدم قدم پہ ہے دل گیر خوں کی رنگینی
ہے انتظار کا پیکر وہ قبلۂ اول زبانِ حال سے ظاہر ہے جس کی غمگینی
مجھے یہود کے قبضے سے رستگاری دو دکھاؤ حجتِ حق کی وہ شانِ تمکینی
ہیں دشمنوں کے اشاروں پہ گامزن رہبر بنا کے شیروں کو گربہ، سکھائی مسکینی
سرِ یہود پہ ضربِ گراں ضروری ہے یہی ہے چارۂ حیلہ گرانِ پشتینی
جہاد، روحِ روانِ حیاتِ تازہ ہے نظامِ امن کی ضامن ہے یہ خوش آئینی ۲۵؎

سید انوار ظہوری ،،فلسطین ،،میں رقم طراز ہیں:

تازہ مردانِ حر سر کٹانے لگے پھر فلسطین کی زخم خوردہ صدا
بے محابہ ضمیر عرب سے اٹھی دائرے کھینچ کر پھیلتی آگ نے
ہر تکلف کو بے دست و پا کر دیا وحشتیں کسمسا کر لگیں جاگنے
پیکرِ آشتی بے ردا کر دیا جبر، جذبوں کو پامال کرنے لگا
جور، ہر سانس میں زہر بھرنے لگا چیخ ہر گوشۂ منتخب سے اٹھی
حشر سے قبل پھر حشر ڈھائے گئے کربلا کے مناظر دکھائے گئے
جنگ ہونے لگی شور بڑھنے لگا دیوِ تخریب کا زور بڑھنے لگا
جسم شعلوں میں جلنے پگھلنے لگے زندگی کا تصور بدلنے لگے
بستیوں کی فضا میں دھواں چھا گیا لوگ بہتے لہو میں نہانے لگے ۲۶؎

نرگس شیخ ،،اے بیتِ مقدس ،،میں اہلِ فلسطین کو نویدِ سحر دے رہی ہیں کہ ہماری جدوجہد رکی نہیں ہے اور اس وقت تک جاری رہے گی جبکہ سرزمین فلسطین پنجۂ یہود سے آزاد نہیں ہو جاتی:

اے بیتِ مقدس! تیری قسم
ترے بیٹے سر پہ کفن باندھے
اور جان ہتھیلی پر رکھے
تری عظمت پر مرٹنے کو
تری حرمت پر قربان ہونے

ISSN Online: 2709-7625
ISSN Print: 2709-7615

نذرانہ جاں کس دھج سے لیے
بے خوف سرِ مقتل آئے
اب سر جائے یا ہاتھ کٹیں
یا زخم بدن کو چور کریں
اور زخموں سے بہہ بہہ کے لہو
ترے گلشن وصحرا، کوہ ودمن
تری شام وسحر گلنار کرے
تری بیٹیوں کی مانگیں اُجڑیں
ترے چاروں طرف لاشیں بکھریں
یا لُٹ جائے سب تن، من، دھن
جب تک تری محرابوں کے تلے
سجدے آزاد نہیں ہوں گے
تری بیٹیاں اور تیرے بیٹے
جاں بازی سے منہ نہیں موڑیں گے ۲۷؎

نعیم صدیقی، "یروشلم یروشلم" میں قبلۂ اول بیت المقدس کا نوحہ پڑھتے ہوئے کہتے ہیں:

لہو اُگل رہا ہے آج میرا پُرفنوں قلم
شکستِ آرزو کا کیا، فسانہ ہو سکے رقم
خیال پرزے پرزے ہیں، کروں میں کس طرح بہم
یروشلم، یروشلم ۲۸؎

ابنِ انشاء "ایک دیوارِ گریہ بناؤ کہیں" میں مسلم اُمہ بالخصوص عالمِ عرب کے لیے کہتے ہیں کہ جس طرح صیہونی ہیکل سلیمانی کے لیے دیوارِ گریہ پر آہ وزاری کرتے ہیں ہمیں بھی فلسطین وسرزمین عرب کے چھن جانا کا سوگ منانا چاہیے:

ایک دیوارِ گریہ بناؤ کہیں
یا وہ دیوارِ گریہ ہی لاؤ کہیں
اب جو اُس پار۔بیت المقدس میں ہے
تاکہ اس سے لپٹ کر
اردن وشام کے، مصر کے
ان شہیدوں کو یکبار روئیں
وہ جو غازہ میں لڑ کر
وہ جو سینائی کے دشت میں بے اماں

Vol. 7 No.3 2024
ISSN Online: 2709-7625
ISSN Print: 2709-7615

وحشی دشمن کی توپوں کا ایندھن بنے
جن پہ گدھوں کے لشکر جھپٹتے رہے
وہ جو دجالِ یک چشم موشے دیاں
کے درندوں کی تیغوں سے کٹتے رہے
نعرہ تکبر کا اپنے لب پر لیے
کلمۂ طیبہ کو وظیفہ کئے
آج جب چار دن چار راتوں کے بعد
ایک خونخوار سورج
صبح محشر کا سورج، لبِ بام آیا
تو یہ آنکھوں نے دیکھا
وہ جو آنکھوں نے دیکھا۔۔۔۲۹؎

سیف اللہ خالد ''ستاروں کو بے نام کرنے کی سازش'' میں رقم طراز ہیں:

فلسطین، کشمیر، بوسنیا میں
دریدہ قمیصیں، دوپٹے، اسکارف اور رومال
صرصر کے گستاخ ہاتھوں میں پرچم بنے ہیں
برہنہ بدن، سرخیٔ خوں سے منقوش۔ نوحہ کناں
خیمہ گاہوں پہ کابُوس کا ہشت پایہ مسلط ہے
شیطانیت ناچتی ہے! ۳۰؎

افسانوی ادب

افسانوی ادب میں ''فلسطین'' کا ایک اہم حصہ ہے۔ داستانوں، ناولوں، ناولٹ، افسانوں، افسانچوں اور ڈراموں میں فلسطین ایک مستقل موضوع رہا ہے۔ ''سیّارہ'' نے افسانوی ادب میں بیت المقدس، فلسطین، صہیونیت، یہودیت وغیر ہم کو بہ صورتِ افسانہ پیش کیا ہے۔ ''بعلم بن بعُور''، ''مقدس زخم'' اور ''گیڈر اور عرب'' قابل ذکر ہیں۔

''مقدس زخم'' مسئلہ فلسطین میں تناظر میں لکھا گیا ایک ایسا افسانہ ہے جس میں داس نامی ایک مشرقی شخص کو ہیوبرٹ ڈِسنے نامی یہودی کے ساتھ دکھایا گیا ہے ڈِسنے ایک چرب اور تیز طرار صہیونی ہے جس نے اپنی چرب زبانی سے داس کو فلسطین کے خلاف اسرائیل کا حامی بنالیتا ہے۔ داس اس کے جھانسے میں آجاتا ہے اور مہمان مجاہد کے روپ میں فلسطین میں اسرائیلیوں کے ایجنٹ بن جاتا ہے یہاں وہ ایک فلسطینی مسلمان بزرگ کے گھر میں قیام کرتا ہے تاکہ اس بزرگ کے گھر میں رہ کر ایسے فلسطینی حریت پسندوں کو سراغ لگا سکے جو ریڈیو ٹرانسمیٹر کا استعمال کرتے ہیں، دورانِ مہمان نوازی داس فلسطینی حریت پسندوں بالخصوص بزرگ فلسطینی سے متاثر ہوتا ہے اور ان کے ساتھ جاملتا ہے۔ داس ڈبل کراس کرکے فلسطینی قیدیوں سے ملتا ہے کہ انھیں قید سے آزاد کرا سکے لیکن جونہی وہ ملاقات کرتا ہے فلسطینی حریت پسند قید خانے پر ساتھیوں کو چھڑانے کے لیے حملہ کردیتے ہیں داس اسرائیلی اسلحہ خانے سے اسلحہ لے کر آگے بڑھتا ہے تو اُسے علم ہوتا ہے کہ حریت پسند اپنے ساتھیوں کو رہا کرا لے گئے، اسی دوران اسرائیلی فوجی پہنچ جاتے ہیں اور انھیں داس کے ڈبل کراس کا پتا چلتا ہے اور پھر اسے بدترین تشدد کے ذریعے ''مقدس زخم'' حاصل ہوتے ہیں۔

ہیوبرٹ کہتا ہے:

Vol. 7 No.3 2024
ISSN Online: 2709-7625
ISSN Print: 2709-7615

"امریکہ ،برطانیہ اورروس کو ہمارامویدسمجھ کر تمھیں کسی غلط میں مبتلا نہیں ہوناچاہیے ،امریکہ میں ہمارے ووٹوں کی اتنی خاصی تعداد موجود ہے کہ وہاں کے ہر صدر کو ہماری تائید کرناپڑتی ہے اور پھر امریکہ میں مالدار طبقہ ہی دراصل وہاں کی جنگی مشینری کو متحرک رکھ سکتاہے اوراس مالدار طبقے میں ہماری قوم کے ذی اثرافراد موجود ہیں ۔برطانیہ مختلف عرب ممالک کے درمیان ہمیشہ ایک ایسی ریاست قائم کیے رکھنے کے حق میں ہے جوان ممالک کے گلے میں ہمیشہ ایک ہڈی کی طرح اٹکی رہے اوررہ گیاروس،تووہ مشرقِ وسطیٰ میں اسرائیل جیسی ایک زبردست طاقت کے سرپر صرف امریکہ اور برطانیہ کاسایہ برداشت نہیں کرسکتا،چناں چہ نظریات کے اختلاف کے باوجودوہ ہماری دشمنی خریدنانہیں چاہتا۔" ۳۱؎

"گیڈراور عرب "جرمن نژاد فرانز کافکا(۱۸۸۳ء۔۱۹۲۴ء)کاافسانہ ہے جسے اس نے غالباً ۱۹۱۷ء سے ۱۹۲۳ء کے درمیان لکھاہے،اس افسانے کوانگریزی سے اردو کے قالب میں ضیاءالحسن نے ڈھالاہے۔اس افسانے کااقتباس ملاحظہ کیجیے :

"ہم ایک نخلستان میں ٹھہرے ہوئے تھے۔ایک گیڈر پیچھے سے آیااور میرے جسم سے حرارت حاصل کرنے لگااور پھر وہ سامنے آیاکھڑاہوااور کہنے لگامیں دنیاکابزرگ گیڈرہوں۔میں خوش ہوئی کہ آخرآج یہاں تم سے ملاقات ہوگئی۔ہم ایک عرصے سے تمھاراانتظار کررہے تھے۔۔۔ہم جانتے ہیں کہ تم شمال سے آئے اوریہی ہماری تمام امیدوں کی بنیادہے۔تم شمالیوں میں وہ ذہانت ہے جس کی عربوں کی کمی ہے۔۔۔"اتنااونچامت بولو"،میں نے کہا:"عرب قریب ہی سورہے ہیں۔"اصل میں تم اجنبی ہوورنہ تمھیں معلوم ہوتاکہ دنیاکی تاریخ میں کبھی ایسانہیں ہواکوئی گیڈرکسی عرب سے خوفزدہ ہواہو۔ہم ان سے کیوں ڈریں؟"کیایہ بدقسمتی کم ہے کہ ہمیں ایسی مخلوق کے درمیان بھیج دیاگیاگیاہے۔" ۔۔۔" مجھے تو یہ کوئی بہت پرانا جھگڑالگتاہے۔میراخیال ہے کہ یہ تمھارے خون میں شامل ہے اور شایداس کے ساتھ ہی ختم ہوگا۔"۔۔۔"تم بہت چالاک ہو"تم نے ابھی جوکچھ کہاہے ہماری پرانی روایت کے مطابق ہے ہم ان کاخون نچوڑلیں گے تو جھگڑاختم ہوجائے گا۔"۔۔وہ اپنادفاع کریں گے اوراپنی بندوقوں سے درجنوں کے حساب تمھیں مارڈالیں گے۔"۔۔"نیل کاساراپانی بھی ہمارے اس خون کونہیں دھوسکتا۔۔۔"[میں نے پوچھا] پھر تمھاری تجویز کیاہے؟ ۔میں نے کھڑے ہونے کی کوشش کی لیکن کھڑانہ ہوسکاکہ دو ننھے گیڈروں نے اپنے مضبوط دانتوں میری قمیص اور کوٹ کواپنے دانتوں سے جکڑرکھاتھامجبوراًمجھے بیٹھناپڑااور بزرگ گیڈرسے درخواست کرناپڑی۔بزرگ گیڈرنے کہایہ تمھارے خادم ہیں اپنی فطرت کے اپنے دانت آہستہ آہستہ ڈھیلے کریں گے اس وقت تک تم ہماری درخواست سن لو۔" ۔۔۔"ہمارے بھدے پن کی وجہ سے ہمارے خلاف مت ہوجاؤ۔۔۔ہمارے پاس دانتوں کے سواکچھ نہیں ہیں ہم اپنااچھابرااِنھی دانتوں سے کرتے ہیں۔"۔۔۔وہ چلایااور تمام گیڈراس کے ساتھ چیخنے لگے۔۔۔آپ ہی ہیں وہ جھگڑاچکادیں جن کے بارے میں ہمارے آباءواجدادنے پیشن گوئی کی تھی کہ اس کام کوانجام تک پہنچاؤ گے۔ہم عربوں سے مزید تکلیفیں اٹھانا نہیں چاہتے،ہمیں سانس کے لیے جگہ چاہیے۔۔۔ہم چاہتے ہیں کہ جب تک ہم مردہ جانور کے خون کاآخری قطرہ نہ پی لیں اوراس کی ہڈیاں تک صاف نہ کردیں،کوئی مداخلت نہ ہو۔۔۔" ۳۲؎

اس افسانے میں بتایاگیاہے کہ سرزمین فلسطین کے لیے یہودیوں کو ہراُس کام کی آزادی اور رعایت ہے جس سے ایک صیہونی ریاست کاقیام عمل میں آسکے،اس کام کے لیے انھیں جہاں سے جس قدر تعاون مل سکتاہے لینے کے قائل ہیں،اس کے لیے انھوں نے شمال(روس) سے توقعات وابستہ کیں،یورپی اقوام کوراضی کیا۔عربوں کے خلاف ،مسلمانوں کے خلاف یورپی تعصبات کوہوادی اوراس میں کامیاب بھی رہے۔

مقالات ومضامین

مولاناسیدابوالاعلیٰ مودودی(۱۹۰۳ء۔۱۹۷۹ء)"عرب اسرائیل تصادم کے اسباق"پر لکھتے ہیں کہ صیہونیوں کافلسطین پر قبضہ ایک مسلسل جارحیت ہے۔ فلسطین پر یہودیوں کاقبضہ اوراسرائیل کاقیام پہلامقصد ہے آخری نہیں،اس کاآخری مقصد نیل کے ساحل سے مدینہ طیبہ تک ایک وسیع تراسرائیلی ریاست تک توسیع ہے اور دنیاپر قبضے کاخواب پایۂ تکمیل پہنچاناہے۔صیہونیوں کواسرائیل کے قیام میں کامیابی برطانیہ اوراس کے اتحادیوں کی بدولت ملی ہے،ایساانھوں نے جنگِ عظیم اول میں یہودیوں کی جرمنی کے خلاف مدد لینے کے صلے میں کیاہے،انھیں اگر یہودیوں کوصلہ دیناتوانھیں روس،امریکہ،کینیڈاوغیرہ جیسے بڑاجغرافیہ رکھنے والے ممالک میں ایک خطہ دیاجاتالیکن انھوں نے اس کاصلہ دوسروں کی جیب سے اداکیا،اسرائیل کی بڑی کامیابی ۱۹۴۸ءکوملی پھر ۵۶ ۱۹ءمیں ملی،۱۹۶۷ءاور۱۹۷۳ءمیں اس کی فوجی کامیابیاں چاروں طرف سے عربوں میں گھرے ممالک دنیابالخصوص مسلم امہ کے لیے لمحۂ فکرہے،عربوں کایہ بات جتناجلد ممکن ہوسمجھ لیناچاہیے کہ فلسطین کامسئلہ صرف عرب

لیگ کے بس کی بات نہیں ہے، عرب لیگ میں مختلف ومتضاد سیاسی نظریات رکھنے والے ممالک ہیں ان نظریات سے بالا تر ہو کر اُمہ کے تصور کو اجا گر کر کے ایک پلیٹ فارم پر متحد و متفق ہونا پڑے گا۔ ۳۳۔

مولانا ابوالحسن علی ندوی (۱۹۹۹۔۱۹۱۳ء) عرب اسرائیل جنگ ۶۷ء پر ''خیر خواہانہ احتساب'' کے عنوان سے لکھتے ہیں:
''سب سے زیادہ اندوہناک بات یہ ہوئی کہ مسجدِ اقصیٰ آٹھ سو برس تک مسلمانوں کی تولیت میں رہنے کے بعد یہودیوں کے قبضے میں چلی گئی اور پورے ہزار برس کے بعد یہودی اس پر قابض و متصرف ہوئے۔ دو ہزار برس سے یہودی بیت المقدس کی دیوارِ گریہ کے نیچے کھڑے ہو کر اپنی بداعمالیوں اور نامرادیوں کا ماتم کرتے تھے اور ئی ان کی ایک دینی سنت اور موروثی فریضہ تھا، اس فتح کے بعد ان کے سب سے بڑے عالم اور مذہبی پیشوا حاخام نے اس رسم کو موقوف کیا اب کی ضرورت نہیں۔'' ۳۴۔

زندہ قومیں اپنا اور اپنے قائدین کا سخت احتساب کرتی ہیں حتیٰ کہ وہ دورانِ جنگ اور بعد از جنگ جنگی قائدین کا احتساب کرتے بھی نہیں چو نکتی تھیں، فتح یاب ہونے کے بعد اپنے جرنیلوں کو بھی سبک دوش کر دیتی ہیں، بحیثیت مسلم اسرائیل ہمارا دشمن ہے اس دشمن نے اس اصول کو سختی سے اپنایا ہے سے زندہ رہتی ہیں۔
مولانا عبدالماجد دریابادی (۱۹۷۷۔۱۹۹۲ء) کہتے ہیں کہ عرب اسرائیل جنگ ۶۷ء میں عرب کثیر تعداد ہونے کے باوجود اسرائیل جیسے نوزائیدہ و ناجائز ملک سے محض اس لیے شکست کھا گئے کہ انھوں نے اسرائیل سے جنگ کے لیے قوتِ ایمانی اور اسبابِ انسانی کے بجائے عرب قومیت کا نعرہ لگایا، اس عرب قومیت نے انھیں کہیں کا رہنے نہیں دیا کیوں کہ اہلِ عرب نے قبل از اسلام کی طرز پر جہالیت کی تجدید اور جہالیت کے زندہ پتلے گھڑ لیے جس کا نتیجہ ناکامی کی صورت میں ظاہر ہوا:
''مسلم فاتح اول بیت المقدس حضرت عمر فاروقؓ کا ارشاد فتح بیت المقدس کے موقع پر تھا 'تم لوگ دنیا میں سب سے زیادہ ذلیل، سب سے زیادہ حقیر اور سب سے کم تھے اللہ نے تم کو اسلام کے ذریعے عزت دی اب اگر تم اسلام کے علاوہ کسی اور چیز سے عزت حاصل کرنا چاہو گے (تو بتائے دیتا ہوں کہ) اللہ تمھیں ذلیل کر دے گا۔' تیرہ سو سال بعد جب ماڈرن عرب نے اسلام کے بجائے عرب قومیت اور عرب نیشنلزم کے ذریعے عزت حاصل کرنا چاہی تو اس کا انجام بھی برسوں اور مہینوں اور ہفتوں میں نہیں، دنوں اور گھنٹو میں دیکھ لیا۔'' ۳۵۔

تراجم و آپ بیتی

''بیروت سے یروشلم تک'' اقوام متحدہ کے طبّی مشن میں شریک ہانگ کانگ کی لیڈی ڈاکٹر سوئی آئی چانگ کی آپ بیتی ہے ڈاکٹر سوئی آئی چانگ نے اقوام متحدہ کے طبّی مشن میں خدمات انجام دینے کے لیے ۱۹۸۲ء کے موسم گرما میں مشرقِ وسطیٰ کا سفر طے کیا، پہلے لبنان کے دارالحکومت بیروت بعد از اں غزہ (مقبوضہ فلسطین) میں اقوام متحدہ کے قائم کردہ اسپتال برائے فلسطینی مہاجرین میں خدمات انجام دیں، ڈاکٹر سوئی آنگ چانگ نے وہاں جو کچھ دیکھا اسے بیان کر دیا ان کی یہ آپ بیتی فروری ۱۹۸۹ء میں گارڈین ویکلی، لندن میں شائع ہوئی جسے غلام جیلانی (۱۹۸۵۔۱۹۰۱ء) نے اردو کے قالب میں منتقل کیا ہے۔
ڈاکٹر سوئی آئی چانگ لکھتی ہیں:
''مشرقِ وسطیٰ میں میری زندگی کا آغاز ۱۹۸۲ء کے موسم گرما سے ہوا جب جنگِ لبنان کے زخمیوں کے لیے میں نے اپنی خدمات پیش کیں۔ اس سے پہلے مجھے معلوم بھی نہیں تھا کہ کرۂ ارض پر فلسطین نام کی کوئی بستی ہے۔ جب میں بیروت کے صابرہ شتیلا مہاجر کیمپوں میں پہنچی تب مجھے معلوم ہوا کہ حقیقت کیا ہے قبل ازیں میرے دل میں اسرائیل کے لیے بڑی وقعت ہوتی تھی کیوں کہ یہ ملک ایک قوم نے طویل جدوجہد کر کے حاصل کیا تھا لیکن ان کیمپوں میں آ کر مجھ پر یہ صداقت کھلی کی اسرائیل ایک سنگدل عفریت ہے۔ جو بچہ علاج کے لیے سب سے پہلے میرے پاس لایا گیا وہ کسٹر بم کا زخمی تھا۔ کسٹر بم ایک بم نہیں بموں کا ایک مجموعہ ہوتا ہے، وہ پھٹتا ہے تو اس کے ٹکڑے چاروں جانب پھیل جاتے ہیں۔ یہ بچہ جانبر نہ ہو سکا۔ لیکن تاسف کی بجائے میں نے خدا کا شکر ادا کیا کہ بچہ مر گیا۔ بم سے زخمی ہونے کے بعد اس بچے کی نہ تو آنکھیں رہی تھیں، نہ چہرہ اور نہ ٹانگیں۔'' ۳۶۔

Vol. 7 No.3 2024
ISSN Online: 2709-7625
ISSN Print: 2709-7615

ابوالخطیب "ہمارا خاموش ادب" کے عنوان سے لکھتے ہیں کہ دوسری جنگ کے اختتام پر مسلمانوں کو استعماری طاقتوں نے ادھوری آزادی دی ہے، یورپی ممالک نے سب سے زیادہ ظلم اہل فلسطین پر یہ کیا کہ انھوں نے یہودیوں کو فلسطین میں دنیا بھر سے لا لا کر بسایا اور اسرائیل نامی کی ایک ناجائز ریاست قائم کر دی، نا صرف اسرائیلی ریاست قائم کی، ان کے لیے مالی، معاشی، فوجی، سیاسی اور سفارتی ہر طرح کی مسلسل معاونت کی، اس ناجائز صہیونی ریاست نے فلسطینی مسلمانوں کو اُن کی سرزمین سے بے دخل کر دیا اور ہر طرح کے مظالم روا رکھے، عالمی قوتوں نے ان مظالم پر اسرائیلی ریاست ہی کا کسی نہ کسی طرح ساتھ دیا یا پھر خاموشی اختیار کر کے شریکِ جرم ٹھہرے۔ عالمِ اسلام کا رویہ بھی صہیونی ریاست کے خلاف فلسطینی مسلمانوں کے لیے قابل اطمینان نہیں رہا ہے، اردو ادب میں اشتراکیت، لادینیت سمیت دنیا بھر کے مسائل موجود ہیں لیکن فلسطین کا تذکرہ اس طرح نہیں ملتا جس طرح دیگر مسائل کو پیش کیا گیا ہے، اس معاملے پر ہمارے ادب پر عموماً خاموش ادب کی بات صادق آتی ہے۔ ۳۷ ۔

مکاتیب

عبدالکریم ثمرؔ (۱۹۸۹۔۱۹۰۴ء) لکھتے ہیں:

"سیّارہ کا یروشلم سے کشمیر خاص نمبر باصرہ نواز ہوا۔ شکریہ۔ یہ اعتراف حقیقت ہے کہ اس مرحلہ انگیز اور صبر آزما دور میں ایسا جامع اور ضخیم نمبر شائع آپ ہی کا حوصلہ ہے۔ آپ جس عزم و توانائی کے ساتھ جدوجہد میں مصروف ہیں، یہ آپ کی بے پناہ استقامت کا ثبوت ہے۔۔۔ مقالات نہایت جامع اور صحت مند ہی۔۔۔ ایک ہی نمبر میں مشاہیر اور بڑے بڑے اہلِ قلم جمع کر لینا آپ کے عزم و فراست کا کرشمہ ہے۔ خصوصاً مولانا مودودی، ابوالحسن ندوی کے مقالات جن میں مشرقِ وسطیٰ کے خونیں معرکہ اور اس کے پس منظر پر سیر حاصل تبصرہ کیا گیا ہے، بہت قابلِ قدر ہیں۔۔۔ حصۂ نظم میں رجزیہ منفرد تاثر آمیز اور وقیع ہے خصوصاً مولانا ظفر علی خاں، احسان دانش، ابنِ انشا اور آپ کی منظومات تو انتخاب کا حاصل ہے۔۔۔" ۳۸ ۔

آبادی شاہ پوری (وفات: ۲۰۰۳ء) لکھتے ہیں:

"سیّارہ کی اشاعت خاص "یروشلم سے کشمیر" نمبر نظر نواز ہوئی۔ امت کی داستانِ درد کی ایک اہم دستاویز آپ نے فراہم کی ہے خصوصاً اس کا حصۂ حادثۂ عربستان تو میرے خیال میں اس موضوع پر حوالے کا کام دے سکتا ہے۔ موافق و مخالف تبصرے یکجا کر کے اصحابِ بصیرت کے لیے اس حادثے کے حقیقی اسباب و عوامل اور ان کے مداوا پر غور و فکر کرنے کی آسانی فراہم کر دی ہے۔ حصۂ نظم کا انتخاب بھی مجموعی طور پر اچھا ہے۔۔۔" ۳۹ ۔

آثم میرزا (۲۰۰۳۔۱۹۲۳ء) لکھتے ہیں:

"۔۔۔ مضامین کی افادیت بھرپور تاثر کی حامل ہے۔ واقعی بہت محنت اور سلیقے سے یہ نمبر پیش کیا ہے۔ اتنا مواد جمع کر دیا ہے کہ اس خاص موضوع کا کوئی پہلو تشنہ نہیں رہا۔ بہت سے تاریک گوشے منور ہو گئے ہیں۔۔۔" ۴۰ ۔

سوانح

اردو ادب میں ترجمہ نگاری ایک باقاعدہ صنف کا درجہ اختیار کر چکی ہے، قرآن و احادیث کے عربی سے اردو تراجم سمیت تقریباً دنیا کی بڑی زبانوں سے تراجم ہوئے، عربی، فارسی، ہندی کے بعد انگریزی، فرانسیسی، جرمن، روسی، جاپانی اور چینی زبانیں سر فہرست ہیں، ان تراجم کے سبب اردو ادب کا قاری اِن زبانوں کے شعرا و ادبا اور ان کے مقام و مرتبے سے واقفیت رکھتا ہے بعض شعرا و ادبا کا مطالعہ اردو ادب کے قاری کے لیے بعض حوالوں سے ناگزیر ہو جاتا ہے۔ ان کی اسی اہمیت کے پیش نظر اردو زبان و ادب کے سوا بھی شعرا و ادبا کا مطالعہ بذریعہ تراجم پیش کیا جاتا ہے۔ "سیّارہ" نے بھی اسی روایت کو پیش نظر رکھتے ہوئے ایک فلسطینی شاعر "کمال الرشید۔ فلسطین کا ایک اسلامی شاعر" کا مطالعہ پیش کیا ہے۔

فلسطینی ادب اگرچہ نیا نہے ہے قدیم ادب کا ایک تسلسل لیے ہوئے ہے، بیسوی صدی میں اشتراکیت، اشتمالیت، الحاد، عرب قوم پرستی کا عروج رہا ہے، فلسطینی ادب بھی اسی کے زیر اثر تھا۔ حادثۂ فلسطین (قیام اسرائیل: مئی ۱۹۴۸ء) کے بعد بھی فلسطین بھی مختلف جماعتوں اور نظریات میں بٹا رہا یہاں تک کے ۶۷ء کی عرب

Vol. 7 No.3 2024
ISSN Online: 2709-7625
ISSN Print: 2709-7615

اسرائیل (تیسری) جنگ نے فلسطینی نوجوانوں کو اشتراکیت، اشتمالیت، الحاد، عرب قوم پرستی کے درمیان درست راہ اسلامی نظریۂ حیات کی سجھائی جس سے فلسطینی نوجوان متاثر ہوئے انھی نوجوانوں میں ایک نوجوان کمال الرشید ہے جس نے متذکرہ بالا نظریات کے برخلاف اسلامی نقطۂ نظر سے شاعری کی ہے، کمال الرشید نے ''شدوالغرباء'' (غرباکو تقویت پہنچاؤ) کے عنوان سے شعری مجموعہ ترتیب دیا ہے اس لحاظ سے کمال الرشید فلسطین کے پہلے اسلامی شاعر ہیں جن کا مجموعۂ کلام شائع ہوا ہے، اس مجموعۂ کلام میں کل ساٹھ نظمیں ہیں، چالیس پابند اور بیس جدید نظمیں شامل ہیں، اس مجموعۂ کلام کی وجۂ تسمیہ ''شدوالغربا'' شاعر نے دو غربتوں کے سبب رکھی ایک وطن کی غربت اور دوسری جدید جاہلی سوسائٹی میں ایمان واعتقاد کی غربت۔ ۴۱؎

کمال الرشید کی ایک نظم کے حصے کا ترجمہ ملاحظہ کیجیے:

''اگر لوگ محبوب کی محبت میں شعر کہتے ہیں اور اس کی وارفتگی اور فراق میں سرگرداں و پریشاں ہیں تو میری محبت کا محور خالد بن ولیدؓ کا وہ عہد ہے جب جوان عزت و وقار کا خلعت پہن کر زندہ رہتے تھے، میری شاعری اس عظمت و سربلندی کے لیے ہے جو جنگ کے میدانوں میں خون سے حاصل کی گئی تھی لیکن جسے ہم آج اپنے دور میں بطور تحفہ مانگ رہے ہیں۔ مجھے اس میدان کا اشتیاق ہے جسے میں نے یافا کے قریب چھوڑا تھا۔ کاش عظمت و سربلندی کا وہ میدان ہماری قبر بنا ہوتا۔ انسان کا حق برباد ہو جائے تو اس کی کیا قدر و قیمت رہ جاتی ہے، سوائے اس تلوار کے جو نیام میں خوابیدہ ہے۔'' ۴۲؎

انٹرویو

عابد حسن منٹو پاکستان کے مشہور و معروف اشتراکی دانشور ہیں۔ عطاء الرحمن نے ان سے ماہ نامہ ''سیّارہ'' کے لیے مئی ۱۹۸۹ء میں انٹرویو لیا جسے ''اشتراکیت۔ تجدید یا زوال'' کے عنوان سے شائع کیا گیا۔ عابد حسن انٹرویو کے دوران کہتے ہیں:

''حق بات کے لیے مزاحمت کرنا سب کا حق ہے، کسی کی سرزمین پر جبراً قبضہ ظلم و ناانصافی ہے اشتراکیت ایسے ظلم و جبر کے خلاف جدوجہد کو غلط نہیں سمجھتی، ویت نام، فلسطین وغیرہ میں مسلح جدوجہدِ آزادی درست ہے البتہ گوریلا تنظیموں کی جانب سے غیر ملکی قبضے کے خلاف جدوجہد کی آڑ میں انسانی حقوق کی خلاف ورزی کو کسی طور جائز قرار نہیں دیا جاسکتا۔'' ۴۳؎

عابد حسن منٹو کے اس بیان سے معلوم ہوتا ہے کہ دنیا کا کوئی نظریہ ہو، حق کا اقرار کرتا ہے اور باطل کو غلط قرار دیتا ہے وہ فلسطینیوں کی غاصب و ظالم اسرائیل کے خلاف جدوجہدِ آزادی کو اسی طرح جائز و برحق سمجھتے ہیں جس طرح ویت نام میں امریکہ کے خلاف حریت پسندی جائز ہے بلکہ ایک وہ مزاحمت کی آخری حدود مسلح جدوجہد کو بھی درست تسلیم کرتے ہیں۔

مطالعہ و تبصرہ

فلسطین اور مسئلہ فلسطین پر اردو ادب کا دامن روز بروز وسیع تر ہو جا رہا ہے تصنیف و تالیف کا سلسلہ جاری ہے''۔ سیّارہ'' میں ان تصانیف و تالیفات پر مطالعات اور تبصرے شائع ہوتے رہے ہیں۔ ان سے ''اردو کا فلسطینی ادب'' سامنے آتا ہے۔ چند مثالیں اردو کے فلسطینی ادب کی پیش کی جا رہی ہیں۔ ڈاکٹر رفیع الدین ہاشمی (پ: ۱۹۲۴ء) ''محشرِ فلسطین'' پر تبصرہ کرتے ہیں:

''قریباً نصف صدی قبل سفید و سرخ سامراج کی ملی بھگت سے مشرقِ وسطیٰ میں اسرائیل کے نام سے جس فتنے نے جنم لیا تھا، غیروں کی فتنہ کاریوں اور عیاریوں اور اپنوں کی سادگیوں بلکہ حماقتوں کے سبب آج وہ فتنہ ایک ناسور کی شکل اختیار کر چکا ہے۔ یہ ناسور صرف عربوں کے لیے ہی نہیں پورے عالم اسلام کے لیے ایک چیلنج بن کر ابھرا ہے اور پچھلے برس قبلۂ اول ہم سے چھین کر اس نے جو چرکہ لگایا ہے اس کی ٹیس ابھی باقی ہے۔ امت مسلمہ کے ہر فرد نے، خواہ وہ عرب ہو یا غیر عرب اس ٹیس کا درد اور اس کی کسک اپنے دل و جگر میں محسوس کی ہے۔ زیرِ تبصرہ ''محشرِ فلسطین'' ایسے دو دردمند مسلمانوں (کہ ایک سابق فوجی جرنیل ہیں اور دوسرے صحافی) کی پیش کش ہے حصہ اول میجر جنرل اکبر خاں (راولپنڈی سازش کیس سے ان کا کوئی تعلق نہیں) کی تصنیف ہے اور حصہ دوم خورشید عالم صاحب نے لکھا ہے۔ کتاب میں فتنۂ یہود کا پس منظر، اس کے جنم اور بقاء و استحکام میں مغربی سامراج کا رول عربوں کی شکست کے اسباب اور پس چہ باید کرد سبھی کچھ بالتفصیل بیان ہوا ہے۔ فوجی مبصر کا تجزیۂ

حالات اور غیرت مند صحافی کا در د مند قلم مسئلہ کے بہت سے ایسے گوشوں کا سامنے لاتا ہے کہ صیہونیوں کے "قومی" جذبے، سامراج کی روباہی اور عربوں کی کمزوریوں کو سمجھنے میں کوئی مشکل باقی نہیں رہتی۔۔۔" ۴۴؎

اردو ادب میں فلسطین، مقبوضہ فلسطین، یہود، یہودیت، صہیونی، صہیونیت اور ناجائز ریاست اسرائیل کے بارے میں بہت کچھ لکھا گیا ہے اور یہ سلسلہ جاری ہے تصانیف وتالیف کا ایک بڑا ذریعہ وجود میں آچکا ہے "سیّارہ" نے ان تصانیف وتالیف کو اپنے ہاں بہ طورِ مطالعہ اور تبصرہ پیش کیا ہے۔ان میں سے چند کا تعارف ملاحظہ کیجیے:

"قریباً ایک سال پہلے عالمی خفیہ تنظیم فری میسنری کے بارے میں یہ سوال سامنے آیا تھا کہ اس تنظیم کا پس منظر، طریق کار، مقاصد اور سر گرمیوں کی نوعیت کیا ہے اور یہ سب چیزیں اس قدر پر اسرار کیوں ہیں؟ اور اس ایک سال کے عرصے میں فری میسنری کے حقیقی اور (بھیانک) خدوخال اخبارات اور رسائل کے ذریعے جس طرح سامنے آئے ہیں اس سے یہ خفیہ تنظیم بڑی حد تک بے نقاب ہوگئی ہے۔پاکستان میں فری میسنری کو بے نقاب کرنے میں جناب مصباح الاسلام فاروقی کی عالمانہ کاوشوں کو نمایاں حیثیت حاصل ہے اور ان کی زیر نظر نئی تصنیف اس سلسلے میں ان کی تازہ ترین تحقیقی دریافت ہے۔فاروقی صاحب نے فری میسنری کی مسلم کتب حوالہ جات کے ذریعے ثابت کیا ہے کہ ان کا حقیقی اور آخری مقصد "عظیم تر اسرائیل" کے خواب کی تکمیل ہے، اس کی بنیاد یہودیت پر ہے۔فری میسنز بھی یہودیوں کی طرح عبرانی زبان کا احیا چاہتے ہیں۔ان کا مخصوص نشان بھی ڈیوڈ اسٹار ہے۔یہودیوں کی طرح یہ بھی کیکر کے درخت کو مقدس سمجھتے ہیں۔ان کے طریقہ کار، رسوم وآداب اور طرزِ تعمیر تک کی بنیاد یہودی روایات پر ہے۔۔۔" ۴۵؎

"اے ارضِ فلسطین!" انتظار نعیم کا مرتب کردہ کا نظموں کا مجموعہ ہے جس پر سالار مسعودی تبصرہ کرتے ہیں:

"دنیا بھر میں بڑی تعداد میں موجود افراد، اداروں، تنظیموں، جماعتوں، تحریکوں اور بعض حکومتوں کے درمیان شعراء اور ادباء کا کاروان بھی اپنے پر سوز انقلاب انگیز نغمات اور تحریروں سے صیہیونی غارت گروں کے ناپاک عزائم کے محلات کو مسمار کرتا رہتا ہے۔الحمدللہ ہندوستان وپاکستان اور دنیا کے گرد ممالک میں موجود اردو شعراء نے ارضِ فلسطین کے مظلوموں کے حق میں صدائے احتجاج بلند کرنے کی اپنی تابناک، روایت کی پاسداری کرتے ہوئے فلسطین کو بھی اپنے نغمات کا عنوان بنایا ہے اور ان کو جمع کرنے کی کوشش سے یہ مجموعہ "اے ارضِ فلسطین" منظر عام پر آیا ہے۔" ۴۶؎

حوالے وتعلیقات

۱۔ص ۶۸۳، فرہنگِ تلفظ، مرتبہ: شان الحق حقی، مقتدرہ قومی زبان، پاکستان ۲۰۰۸ء۔

صہیونی: درست لفظ صہیونی ہے نہ کہ صیہونی۔صہیون سے نکلا ہے یہ بیت المقدس (Jerusalem) میں واقع ایک پہاڑی ہے یہاں قبۃ الصخرہ (Dome of the Rock) ہے۔قبۃ الصخرہ تینوں آسمانی مذاہب یہودیت، عیسائیت اور اسلام کے ماننے والوں کے لیے مقدس مقام ہے یہ مقام مسلمانوں کا قبلۂ اول بھی رہا ہے اسی احاطے میں مسجدِ اقصیٰ واقع ہے۔انتہا پسند یہودی مسجدِ اقصیٰ کو شہید کر کے ہیکلِ سلیمانی تعمیر کرنا چاہتے ہیں اس کے لیے انھوں نے کم از کم متعدد عشروں پر محیط سازشوں کے ذریعے فلسطینی سرزمین کو ہتھیا کر اسرائیل نامی ناجائز ریاست قائم کی ہے۔صہیونی شدت پسند، دہشتگرد یہودیوں کو کہتے ہیں انگریزی میں اس کا متبادل Zionist ہے۔

۲۔ص ۱۹۷ پاکستان میں ادبی رسائل کی تاریخ از انور سدید اکادمی ادبیات پاکستان اسلام آباد ۱۹۹۲ء۔

(الف) کراچی سے ماہ نامہ "سیّارہ" عزیز احمد کی نگرانی میں فروری ۱۹۵۳ء میں جاری ہوا بعد ازاں نذیر احمد اور ممتاز حسین نے ادارت سنبھالی مگر جائز مقبولیت حاصل نہیں ہو سکی چناں چہ یہ پرچہ ماضی برد ہو گیا۔

(ب) کراچی ہی سے بچوں کا سہ ماہی "سیّارہ" ۱۹۶۱ء میں جاری ہوا۔بیگم زینت رشید احمد بانی اور بیگم شائستہ اکرام اللہ سرپرست، بسم اللہ نیاز احمد ایڈیٹر اور ریاض مینائی اس کے معاون ایڈیٹر تھے۔اسے فیڈریشن آف ویمن یونی ورسٹی کراچی کے زیر اہتمام شائع کیا جاتا رہا اور رسالے پر اس کا یہی پتا درج ہے۔

(ج) لاہور سے اگست ۱۹۶۲ء میں ماہ نامہ "سیّارہ" اجرا ہوا۔نعیم صدیقی اس کے بانی مدیر ہوئے، "سیّارہ" نعیم صدیقی کا ذاتی پرچہ تھا ان کا دورِ ادارت اگست ۱۹۶۲ء سے دسمبر ۱۹۹۶ء تک رہا۔۲ ماہ نامہ "سیّارہ" ایک خالص ادبی پرچہ ہے نظریاتی طور پر یہ اسلامی ادب اور تحریکِ ادبِ اسلامی کا ترجمان رہا ہے۔اس میں ادبی موضوعات

تقریباً ۹۰ فی صد ہیں۔ ۳ حفیظ الرحمن احسن نے اس کے دوسرے مدیر کی حیثیت سے ادارت سنبھالی، ۲۰۰۸ء میں مجلس ادارت کے صدر پروفیسر آسی ضیائی، مدیر مسؤل حفیظ الرحمن احسن، خالد علیم مدیر، محمد شکور اور عارف کلیم معاون مدیر جب کہ سالار مسعودی ادارتی معاون مقرر ہوئے۔ ماہ نامہ ''سیّارہ'' لاہور مقالے کا براہ راست موضوع ہے۔

(د) فروری ۱۹۶۳ء میں لاہور ہی سے ماہ نامہ ''سیّارہ ڈائجسٹ'' جاری کیا گیا یہ ڈائجسٹ ماہ نامہ '' سیّارہ'' لاہور ہی کے بطن سے جاری ہوا تھا اس کے بانی اور پہلے مدیر بھی نعیم صدیقی تھے انھوں نے اسے تجارتی مقصد کے تحت جاری کیا تھا اس کا مزاج ماہ نامہ ''سیّارہ'' کی طرح خالص ادبی تو نہ تھا لیکن اس کے موضوعات میں کلاسیکی ادب، افسانے، طنز و مزاح، سیاحت اور تاریخِ اسلام شامل ہیں۔ ڈائجسٹ نے عوام کے مزاج پر خوشگوار اثر ڈالا اس کی عوامی مقبولیت نے اسے ملک کے وسیع طبقے میں شرفِ قبولیت بخشا۔ ''سیّارہ ڈائجسٹ'' نے ۱۹۶۹ء میں قرآن نمبر اور ۱۹۷۳ء میں رسول ﷺ نمبر شایع کیا۔ ان خصوصی اشاعتوں میں مولانا سید ابوالاعلیٰ مودودی، عبدالماجد دریابادی، افتخار احمد صدیقی، مولوی عبدالحق، ڈاکٹر محمد یوسف، ڈاکٹر غلام مصطفی خاں، عبدالحمید صدیقی، محمود فاروقی، مفتی محمد شفیع، امین احسن اصلاحی، نعیم صدیقی، ماہر القادری اور دیگر شخصیات شامل ہیں۔ جب کہ عابد علی عابد، ناصر کاظمی، عبدالعزیز فطرت، سراج نظامی، عبدالحمید عدم، شفیق الرحمن، وزیر آغا، فرخندہ لودھی، مسعود مفتی، اظہر جاوید، ارشد میر اور آثم میرزا کی تخلیقات کا ذخیرہ بھی ڈائجسٹ کے توسط سے قارئین کے سامنے نمایاں ہوا۔ شاعری افسانہ، سفر نامہ، بیاد نگاری، تبصرۂ کتب اور تراجم کے اعلیٰ نمونے پیش کیے ہیں۔ ڈائجسٹ نے قارئین کو با مقصد ادب فراہم کرنے کی کوشش کی ہے۔ اس پر فکری لحاظ سے وہی چھاپ موجود ہے جو تحریکِ ادبِ اسلامی نے ماہ نامہ رسالہ ''سیّارہ'' لاہور پر ثبت کی۔

۳۔ نعیم صدیقی: (م: ۲۰۰۲ء۔) اصل نام فضل الرحمن اور نعیم تخلص اختیار کیا۔ اگست ۱۹۶۲ء میں ماہ نامہ '' سیّارہ'' لاہور سے جاری کیا۔

۵۔ عبدالعزیز خالد نمبر: ''سیّارہ'' نے مئی ۱۹۶۹ء میں '' عبدالعزیز خالد نمبر'' شائع کیا۔ اسے اردو ادب کی تاریخ کا سب سے بڑا نمبر ہونے کا اعزاز حاصل ہے۔

۶۔ '' مشورے'' اداریہ، 'سیّارہ' ص ۱۱ تا ۱۳، جولائی ۷۶ء۔

۷۔ ' عظیم چیلنج'' اداریہ، 'سیّارہ' ص ۱۴، ستمبر ۷۶ء۔

۸۔ ' باتیں: عالمِ اسلام اور یہودیت'' از سکوت خلوتی' 'سیّارہ' ص ۷ ادسمبر ۱۹۶۷ء۔

۹۔ ''ہمارے چند دردناک بین الاقوامی مسائل'' از 'ادارۂ سیّارہ' ص ۷۷، مئی ۶۷ء۔

۱۰۔ ''اے دیارِ پاک'' از عبدالعزیز خالد' سیّارہ' ص ۷۷، ستمبر ۶۸ء۔

۱۱۔ ''اقوامِ متحدہ'' از نذیر رشک' سیّارہ' ص ۱۲۴، دسمبر ۲۰۰۲ء تا جنوری ۲۰۰۳ء۔

۱۲۔ ''عرب اٹھیں نہ اٹھیں عالمِ اسلام اٹھے گا۔ سلطان صلاح الدین ایوبی کے نام'' از شبنم سبحانی' سیارہ' ص ۱۲۲، دسمبر ۲۰۰۲ء تا جنوری ۲۰۰۳ء۔

۱۳۔ ''عالمِ اسلام'' از خورشید رضوی، 'سیّارہ' ص ۲۹۵، فروری ۹۴ء۔

۱۴۔ ''الحذر اے ملتِ اسلامیہ'' از علی اکبر عباس، 'سیّارہ' ص ۲۹۷، فروری ۹۴ء۔

۱۵۔ ''آگ کے شعلوں میں ہیں لپٹے ہوئے سرو سمن' از خالد شفیق، 'سیّارہ' ص ۳۰۱، فروری ۹۴ء۔

۱۶۔ ''مولانا محمد علی جوہر'' از صبا اکبر آبادی، 'سیّارہ' ص ۱۸۲، مارچ ۷۹ء۔

۱۷۔ ' اے ارضِ فلسطین کے جانباز مسلماں!'' پروفیسر حفیظ بنارسی، 'سیّارہ' ص ۳۶۶، مارچ تا مئی ۲۰۰۷ء۔

۱۸۔ ''بوسنیا، کشمیر، فلسطین'' از نعیم صدیقی، 'سیّارہ' ص ۲۲۰، جنوری/فروری ۹۳ء۔

۱۹۔ ''ارضِ فلسطین'' از قمر سنبھلی، 'سیّارہ' ص ۲۵۹، اپریل/مئی ۸۶ء۔

۲۰۔ ' شمعِ فلسطین'' ڈاکٹر افتخار بیگم صدیقی، 'سیّارہ' ص ۳۶۷، مارچ تا مئی ۲۰۰۷ء۔

۲۱۔ ''پھر آفتاب مقدر چمک تو سکتا ہے'' از نعیم صدیقی، 'سیّارہ' ص ۳۱۳، فروری ۹۴ء۔

۲۲۔ ' قبلۂ اول کو سلام' پروفیسر اختر اقبال کمالی، 'سیّارہ' ص ۳۶۷، مارچ تا مئی ۲۰۰۷ء۔

۲۳۔ ' شہیدِ اکبر'' ماہر القادری، 'سیّارہ' اشاعتِ خاص کشمیر تا یروشلم نمبر، ص ۶۸، ستمبر ۶۷ء۔

Vol. 7 No.3 2024
ISSN Online: 2709-7625
ISSN Print: 2709-7615

۲۴۔ 'قبلۂ اول ''رئیس امروہوی،' سیّارہ ' اشاعتِ خاص کشمیر تا یروشلم نمبر، ص۷۷، ستمبر ۶۷ء۔

۲۵۔ ''فلسطین۔ سرزمینِ انبیاء ''از متین فطرت،' سیّارہ 'ص ۶۳، مارچ/اپریل ۲۰۰۲ء۔

۲۶۔ ''فلسطین ''از سید انوار ظہوری،' سیّارہ 'ص۹۷، مارچ ۸۳ء۔

۲۷۔ ''اے بیتِ مقدّس ''از نرگس شیخ،' سیّارہ 'ص۱۰۹، مئی/جون ۸۸ء۔

۲۸۔ ' یروشلم، یروشلم ''نعیم صدیقی،' سیّارہ ' ص۳۶۶، مارچ تا مئی ۲۰۰۷ء۔

۲۹۔ ' ایک دیوارِ گریہ بناؤ کہیں ''ابن انشا،' سیّارہ ' اشاعتِ خاص کشمیر تا یروشلم نمبر، ص۷۱، ستمبر ۶۷ء۔

۳۰۔ ''ستاروں کو بے نام کرنے کی سازش 'از سیف اللہ خالد،' سیّارہ 'ص ۳۰۵، فروری ۹۴ء۔

۳۱۔ ''مقدس زخم '''از قیصر قصری،' سیّارہ 'ص ۳۷۳، اپریل/مئی ۸۶ء۔

۳۲۔ ''گیڈر اور عرب ''از فرانز کافکا، مترجم: ضیاء الحسن ''،' سیّارہ ' ص۲۳۸ تا ۲۴۰ مارچ/اپریل ۱۹۸۷ء۔

۳۳۔ 'عرب اسرائیل تصادم کے اسباق ''مولانا سید ابوالاعلیٰ مودودی،' سیّارہ ' اشاعتِ خاص کشمیر تا یروشلم نمبر، ص ۱۱۴، ۱۰۹ ستمبر ۶۷ء۔

۳۴۔ 'خیر خواہانہ احتساب ''از مولانا ابوالحسن علی ندوی،' سیّارہ ' اشاعتِ خاص کشمیر تا یروشلم نمبر، ص ۱۲۳ ستمبر ۶۷ء۔

۳۵۔ 'عرب قومیت کا انجام ''از مولانا عبدالماجد دریابادی،' سیّارہ ' اشاعتِ خاص کشمیر تا یروشلم نمبر، ص۱۲۶ ستمبر ۶۷ء۔

۳۶۔ ''بیروت سے یروشلم تک ''از ڈاکٹر سوئی آئی چانگ، مترجم: غلام جیلانی،' سیّارہ ' ص ۳۲۰ ستمبر ۱۹۹۱ء۔

۳۷۔ ''افغانستان پر روسی جارحیت اور ہمارا خاموش ادب ''از ابوالخطیب،' سیّارہ ' ص ۸۲ مارچ/اپریل ۱۹۸۲ء۔

۳۸۔ '' محفلِ غائبانہ ''عبدالکریم ثمر، اچھرہ، لاہور۔' سیّارہ ' ص۱۹ نومبر ۱۹۶۷ء۔

۳۹۔ '' محفلِ غائبانہ ''آبادی شاہ پوری، لاہور۔' سیّارہ ' ص۱۹ نومبر ۱۹۶۷ء۔

۴۰۔ '' محفلِ غائبانہ ''۔آثم میرزا، سیالکوٹ' سیّارہ ' ص۲۱ نومبر ۱۹۶۷ء۔

۴۱۔ ''کمال الرشید۔ فلسطین کا ایک اسلامی شاعر ''،' سیّارہ ' ص۱۴۷ تا ۱۵۲ جون ۱۹۷۶ء۔

۴۲۔ ''کمال الرشید۔ فلسطین کا ایک اسلامی شاعر ''،' سیّارہ ' ص۱۴۹ جون ۱۹۷۶ء۔

۴۳۔ ''انٹرویو: عابد حسن منٹو 'از عطاء الرحمن ''،' سیّارہ ' ص ۳۰۰ فروری ۱۹۹۱ء۔

۴۴۔ ''محشرِ فلسطین ''از میجر جنرل محمد اکبر خاں، خورشید عالم، تبصرہ: رفیع الدین ہاشمی ''،' سیّارہ ' ص ۸۴ جولائی ۱۹۶۸ء۔

۴۵۔ مدیرِ سیّارہ 'ص ۹۲،' سیّار 'اگست ۶۸ء۔

۴۶۔ ''اے ارضِ فلسطین! (انقلاب انگیز نظمیں) ''مرتب: انتظار نعیم، مبصر سالار مسعودی 'ص ۳۶۶، مارچ تا مئی ۲۰۰۷ء۔